چراغاں کا ثبوت

تصنیف لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ




Visit Owaisi Books

www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

أَمَّا بَعْدُ! ہم اَہلِ سُنّت میلاد شریف کی محافل و مجالسِ مُبارکہ اور اَعراسِ مَشائخ (بزرگانِ دین کے وِصال کی سالانہ تقاریب) اور خَتماتِ رمضانُ المبارک (رمضان شریف کے ختمِ قرآن کی مجالس) و دیگر دِینی اُمور میں روشنی کا اِہتمام کرتے ہیں، جسے چراغاں (روشنیوں کی سجاوٹ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اِس پر مخالفین حَسبِ عادت "بِدعت بِدعت" اور "حرام حرام" کی رَٹ لگاتے ہیں۔ اِس پر فقیر مختصر دلائل لکھتا ہے تاکہ اَہلِ عشق کو تسکین (دلی سکون) اور اَہلِ باطل (گمراہ لوگوں) کی تَردید (ردو جواب) ہو۔

مقدمه

۱۔ مُخالفین صِرف نُبوّت و وِلایت کے مُتعلقات کو "بِدعت و حرام" کہنے کے عادی بن گئے ہیں، وَرنہ ہزاروں اُمور وہ خُود عَمل میں لاتے ہیں۔

۲۔ شَرعاً ہر بِدعت حَرام نہیں بلکہ بِدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک اُن میں واجب بھی ہے اور مُستَحسَنہ (پسندیدہ) بِدعت تو عام مروّج ہے، یہاں تک کہ دورِ حاضِرہ کے دو تہائی اُمور اُسی بِدعتِ حَسَنہ کے تحت مستَعمل ہیں، جِن کی تَفصیل فقیر کی کتاب "العِصمة عَنِ البِدعة" میں ہے۔ ہاں، بِدعتِ سَیّئہ (بُری بدعت) مذموم (قابلِ مذمت) ہے جو ہمارے نزدیک بھی حرام ہے۔

۳۔ بِلا دلیلِ شَرعی کسی عَمل کو "بِدعت" یا "حرام" کہنا شَریعت کے ساتھ مُقابلہ اور اللہ پر بہتان تراشی ہے، اور یہ قاعدہ مُسلَّم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قُرآنِ کریم میں فرماتا ہے: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقِّ﴾ (پ6،ع3، النساء:171)

یعنی اے کتاب والو! اپنے دِین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ تعالیٰ کی نِسبت حق بات کے سِوا ایک لفظ بھی اپنے مُنہ سے نہ نِکالو۔

یعنی اللہ تعالیٰ اَہلِ کتاب کو فرماتا ہے کہ اُمورِ دِینیہ (دین سے مُتعلّق کاموں) میں اِفراط (حد سے زیادہ بڑھ جانا) وتَفریط (کمی یا کوتاہی) نہ کرو۔ جَواہِرِ کَلام (اہم نکات اور قیمتی باتیں) عُلماءِ حَقّانی سے جِس حد تک ثابت ہو اُس میں اپنی طرف سے اِفراط و تفریط نہ کرو، بلکہ بے کم و کاست (کسی کمی بیشی کے بغیر) اَحکامُ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بندگانِ خدا تک پہنچا دو۔

۴۔ بِدعتِ حَسَنہ کا یہ مطلب ہے کہ قُرآن و حدیث کے اُصول و ضَوابِط کے مُطابق ایسا فِعلِ جدید جو اُنہی اُصول و ضَوابِط کی تائید و تقویت کا مُوجب اور سَبب بنے۔ مثلاً اِسی چراغاں کو دیکھیے کہ ہم سب سمجھتے ہیں کہ محافل و مجالس و مَساجد میں چراغاں ایک زیب و زِینت ہے، کیونکہ ہر مکان پر روشنی زیب و زینت ہے ہی۔ جیسا کہ اَندھیری رات میں آسمان جب سِتاروں سے جگمگاتا ہے تو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

قُرآنِ کریم میں ہے: ﴿إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ﴾ (الملک: 5) اِس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چراغوں کا روشن کرنا مُوجِبِ زِینت ہے۔

۵۔ کسی کے فِعل کی ممانعت تو اللہ جلّ جَلالُہ و رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نہ ہوئی ہو، اُسے عَمل میں لانا مُباح ہے، اور ظاہر ہے کہ زِینت و روشنی کی نہی بِنصوص شَرعیہ ثابت نہیں، وَرنہ صَحابۂ کرام رضوانُ اللہ علیہم اَجمعین ہرگز ایسا نہ کرتے۔

۶۔ عِندَ اللہ یہ بات بطورِ اصول مقرر ہو چکی ہے کہ جس نہیِ زینت کی نہی شرع سے ثابت نہیں، وہ خالص مُباح ہے، اور یہ آیہ کریمہ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (الأعراف: ٣٢) کے حکم میں داخل ہے۔ چُنانچہ اِمام فخرُ الدّین الرّازی رحمۃ اللہ علیہ اِسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"وَالْقَوْلُ الثَّانِي: إِنَّهُ يَتَنَاوَلُ جَمِيعَ أَنْوَاعِ الزِّينَةِ فَيَدْخُلُ تَحْتَ الزِّينَةِ جَمِيعُ أَنْوَاعِ التَّزْيِينِ وَيَدْخُلُ تَحْتَهَا تَنْظِيفُ الْبَدَنِ مِنْ جَمِيعِ الْوُجُوهِ وَيَدْخُلُ تَحْتَهَا الْمَرْكُوبُ وَيَدْخُلُ تَحْتَهَا أَيْضًا أَنْوَاعُ الْحُلِيِّ لِأَنَّ كُلَّ ذَلِكَ زِينَةٌ وَلَوْلَا النَّصُّ الْوَارِدُ فِي تَحْرِيمِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْإِبْرِيسَمِ عَلَى الرِّجَالِ لَكَانَ ذَلِكَ دَاخِلًا تَحْتَ هَذَا الْعُمُومِ الخ"[1]

یعنی آیتِ کریمہ مَذکُورہ میں مُفَسّرینِ کِرام عَلَیہِمُ الرَّحمۃ وَالرِّضوان کے دو قول ہیں۔ قولِ ثانی یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں "زینت" سے مُراد تمام اَنواع واَقسام کی زینت (ہر طرح کی سجاوٹ وزیبائش) مُراد ہے۔ پس جس قدر اَقسام اور اَنواعِ زینت کے ہیں وہ سب اِس آیت میں داخِل ہیں۔ بدن کی صَفائی بھی اِس میں داخِل ہے، تمام وُجُوہ سے یعنی خواہ صابُن کے ساتھ ہو یا کسی دوسری چیز کے ساتھ۔ سواریاں بھی اِس میں داخِل ہیں، یعنی خواہ موٹر ہو یا سائیکل، (موٹر سائیکل ہو یا یکّہ وغیرہ) اور زیورات کی کُل اَقسام بھی آیہ کریمہ میں داخِل ہیں، کیونکہ یہ سب چیزیں زینت ہیں۔ حتیٰ کہ چاندی، سونا اور ریشم مَردوں پر شَرعاً حرام نہ ہوتے اور اُن کی حُرمت پر کوئی نص (واضح دلیل) وارِد نہ ہوتی تو وہ بھی مَردوں کے لیے حلال ہوتے۔ لیکن چونکہ سونا، چاندی اور ریشم مَردوں پر حرام ہے اِسی لیے وہ اِس آیہ کریمہ میں سے مُستَثنیٰ کر دیے گئے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِس آیہ کریمہ میں مُطلَق اَقسامِ زینت مُراد ہے۔ اور جب تک شَرع کی جانب سے کسی خاص قسمِ زینت کی نہی وارِد نہ ہو، اُس وقت تک وہ خالِص مُباح (جائز) ہے۔ اور اُس کو "حرام" و "بِدعت" کہنا شَریعت میں تصرّف (دخل اندازی) و دست اندازی کرنا ہے۔

پھر یہی امام صاحب ایک طویل حدیث نقل فرما کر اِرقام فرماتے ہیں:

" وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذِهِ الشَّرِيعَةَ الْكَامِلَةَ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ أَنْوَاعِ الزِّينَةِ مُبَاحٌ مَأْذُونٌ فِيهِ إِلَّا مَا خَصَّهُ الدَّلِيلُ فَلِهَذَا السَّبَبِ أَدْخَلْنَا الْكُلَّ تَحْتَ قَوْلِهِ: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ. (الآية)"[2]

یعنی جان لو کہ یہ حدیث اِس اَمر پر دَلالت کرتی ہے کہ شَریعتِ کاملہ میں تمام اَنواعِ زینت مُباح خالِص ہیں، اُن کے اِستعمال کرنے کی اِجازت دی گئی ہے۔ لیکن وہی قِسم ناجائز ہے جو کسی دلیلِ شَرعی کے ساتھ خاص ہو گئی ہے۔ پس اِس وجہ سے تمام اَقسامِ زینت (یعنی ہر قسم کی سواریاں، ہر قسم کے اَسباب، بدن کی صَفائی کے ذرائع، ہر قسم کے کھانے کی چیزیں جو مِنجانبِ شَریعت ممنوع نہیں ہیں) ماتحتِ آیہ کریمہ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (الأعراف: 32) داخِل ہیں۔

نتیجہ: ہمارے مَذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ کُل اَنواع واَقسامِ زینت مباح و جائز ہیں۔ لیکن جِس قِسمِ زینت کو شَارع (اللہ ورسول ﷺ) نے حَرام کر دیا، وہ حرام و ناجائز ہے۔ اور جن کو شَارع نے حرام نہیں کیا، وہ بے شک آیہ کریمہ میں داخِل اور بندوں کو اُس کے اِختیار کرنے کی اِجازت ہے۔ اور یہ پہلے معلوم ہو چُکا ہے کہ روشنی کرنا اَقسامِ زینت سے ہے۔ پس روشنی کرنا آیہ کریمہ مَذکُورہ میں داخِل ہو کر مسلمانوں کے لیے مُباح قرار دی گئی، اور نہ صِرف مُباح بلکہ مُستَحسَن (پسندیدہ) و مَندُوب (باعثِ ثواب) ہے۔

بابِ اول: زمانہ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام میں چراغاں

1) (تفسير الرازي. سورة الأعراف تحت الآيات 31 الى 32. 230/14. دار إحياء التراث. الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

2) (تفسير الرازي. سورة الأعراف تحت الآيات 31 الى 32. 231/14. دار إحياء التراث. الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

حدیث ۱ :سیرتِ حلبی جلد ۲ میں امام علی بن برہان حلبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ صدرِ اول میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے:

"أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ إِذَا جَاءَتِ الْعَتَمَةُ يُوقَدُ فِيهِ بِسَعَفِ النَّخْلِ، فَلَمَّا قَدِمَ تَمِيمُ الدَّارِيُّ الْمَدِينَةَ صَحِبَ مَعَهُ قَنَادِيلَ وَحِبَالًا وَزَيْتًا وَعَلَّقَ تِلْكَ الْقَنَادِيلَ بِسَوَارِي الْمَسْجِدِ وَأُوقِدَتْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَوَّرْتَ مَسْجِدَنَا نَوَّرَ اللهُ عَلَيْكَ، أَمَا وَاللهِ لَوْ كَانَ لِي ابْنَةٌ لَأَنْكَحْتُكَ إِيَّاهَا."[3]

یعنی جب عشاء کا وقت ہوتا کھجور کی شاخیں جلا کر اجالا کیا کرتے تھے۔ جب حضرت تمیم داری مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ قنادیل، رسیاں اور روغنِ زیتون لائے اور مسجدِ نبوی کے ستون شریف سے دو قنادیل لٹکائیں اور روشن کیں۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کو دعا دی کہ تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو روشنی بخشے۔ خدا کی قسم اگر کوئی صاحبزادی (غیر شادی شدہ ہوتی) تو میں تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا۔

ف: اس حدیثِ پاک سے چراغاں پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو دعا بھی دی اور انعام کا اظہار بھی۔ الحمد اللہ ہمیں یہ عمل نصیب ہے۔ اور پُر امید ہیں کہ ہمیں اپنے آقا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں سے نوازتے ہیں اور چراغاں کرنے والوں کو کل قیامت میں انعامات عطا فرمائیں گے۔

(ان شاء اللہ)

حدیث ۲ : غنیۃ الطالبین، ج۲، ص ۱۰[4] میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام روشنی کی طرف رغبت دلاتے ہیں: وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ عَلَّقَ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ قِنْدِيلًا لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ وَتُصَلِّي عَلَيْهِ، وَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُطْفَأَ ذَلِكَ الْقِنْدِيلُ".[5]

ترجمہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ جس نے اللہ کے گھروں سے کسی ایک گھر میں قندیل روشن کی، جب تک وہ قندیل روشن رہے گی ستر ہزار فرشتے قندیل روشن کرنے والے مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

ف: یہاں سے معلوم ہوا کہ روشنی، جو اَز قِسمِ زِینت ہے، شرعاً ممنوع نہیں، بلکہ حضور عَلَیہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کے زمانہ میں خُود حضور ﷺ کے سامنے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے قَنادِیل (چراغ) روشن کیں۔ اِس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کو دُعا دی اور اِظہارِ خُشنودی فرمایا، یہاں تک کہ فرمایا: "اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو تُجھ سے شادی کر دیتا"۔ اور "الغُنیّۃ" کی روایت سے معلوم ہوا کہ یہ عَمَل پسندیدۂ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سائے میں روشنی کی ترغیب فرماتے ہیں۔

بابِ دوم: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے چراغاں کیا؟

---

3) (السيرة الحلبية، الجزء الثاني، باب الهجرة إلى المدينة، 112/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية 1427ھ)

4) مخالفین "غنیۃ الطالبین" کو سر پر اٹھائے پھر رہے ہیں۔ اگر چہ وہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ان کے بھی خلاف ہے لیکن پھر بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اب لیجئے یہی "غنیۃ" ہے اس میں یہ حکم ہے انہیں چاہیئے کہ اسے بھی مانیں۔ اُویسی غفرلہ

5) (الغنية لطالبي طريق الحق، مجلس: في فضائل شهر رمضان، فصل في صلاة التراويح، 24/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1997م)

۱۔ سیرت حلبی، جلد دوم میں ہے:

ترجمہ: مساجد میں قنادیل لگانا مستحب ہے اور سب سے پہلے یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ جب لوگوں کو نمازِ تراویح کے لئے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر کے جمع کیا۔ اُس وقت مسجد میں بہت قنادیل لٹکادیں، جس وقت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اُس طرف گزر ہوا دیکھا کہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی ہے تو یہ دعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے اے عمر ابن الخطاب۔[6] (رضی اللہ عنہ)

۲۔ غنیہ، جلد دوم میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بروایتِ خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اِس طرح نقل فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مساجد میں تشریف لائے جبکہ مساجد روشنی سے جگمگا رہی تھیں اور لوگ نماز تراویح پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو منور فرمائے جیسا کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔[7]

۳۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "**تنبیہ**" میں اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے "**غنیہ**" میں لکھا ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا دی اُسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی دی ۔[8]

ف: خلفائے راشدین یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کا فعل، خوش ہونا اور دعا دینا مساجد میں روشنی کرنے کی کس قدر محبوبیّت ظاہر کر رہا ہے اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اول تمیم داری نے قندیل روشن کیں اور حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اظہارِ مسرت فرمایا ۔[9]

سوال: یہاں یہ شبہ گزرتا تھا کہ روایاتِ سابقہ میں سب سے اول قنادیل روشن کرنا تمیم داری سے ثابت ہوتا ہے اور پچھلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول قنادیل روشن کیں ۔

جواب: علامہ حلبی نے "سیرت حلبیہ"، جلد دوم میں لکھا ہے کہ اَوّلیتِ حقیقی اِس فِعل کی تَمیم داری رضی اللہ عنہ سے عَہدِ رِسالت نبیِّ کریم علیہ الصَّلوٰۃ وَالتَّسلیم میں ہوئی۔ بَعد ازاں حضرت فاروقِ اعظم عُمر رضی اللہ عنہ کو جو "اَوّل" قرار دیا گیا، وہ اَوّلیتِ اِضافی ہے، یعنی کَثرت سے قَنادِیل (چراغ) روشن کرنا اَوّل آپ سے واقع ہوا۔ کیونکہ تَمیم داری رضی اللہ عنہ کی قَنادِیل جو شام سے لائے تھے، گو مُتعدّد (کئی) تھیں، مگر کثیر (زیادہ تعداد میں) نہ تھیں۔ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قَنادِیلِ کثیرہ (بہت زیادہ چراغ) روشن کیں۔ اصل عبارت یہ تھی:

" وَلَعَلَّ الْمُرَادَ تَعْلِيقُ ذٰلِكَ بِكَثْرَةٍ، فَلَا يُخَالِفُ مَا تَقَدَّمَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ. "[10] (ترجمہ اوپر گزرا ہے)

باب سوم: اقوالِ علماءِ کرام

تَفسیرِ روحُ البَیان، جِلد اوّل میں تَحتِ آیۂ کریمہ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ﴾ (التوبۃ:18) شیخِ کامل، عَلامہ اِسمٰعیل حَقّی قُدِّسَ سِرُّہ، دَربارۂ تَزئینِ مَساجد (مسجدوں کی زیب وزینت کے بارے میں) فرماتے ہیں:

6) (السيرة الحلبية، الجزء الثاني، باب الهجرة إلى المدينة، 112/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية 1427هـ)
7) (الغنية لطالبي طريق الحق، مجلس: في فضائل شهر رمضان، فصل في صلاة التراويح، 24/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1417 هـ 1997 م)
8) (تنبيه الغافلين، مجلس: في فضائل شهر رمضان، بَابُ: فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ، 325/1، دار ابن كثير، الطبعة: الثالثة، 1421 هـ 2000م)
9) (السيرة الحلبية، الجزء الثاني، باب الهجرة إلى المدينة، 112/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية 1427هـ)
10) (السيرة الحلبية، الجزء الثاني، باب الهجرة إلى المدينة، 112/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية 1427هـ)

ترجمہ: یعنی حضرت سُلَیمان علیہ السّلام نے مسجدِ بیتُ المقدّس تعمیر فرمائی اور اُس کے خوبصورت بنانے میں مُبالغہ کیا، یہاں تک کہ مسجد کے قُبّہ (گنبد) کے سرے پر کبریتِ اَحمر (یعنی ایک نایاب قسم کا قیمتی پتھر / یاقوت) نصب فرمایا۔ حالانکہ اُس وقت نہایت عزیزُالوجود (انتہائی نایاب) تھا اور اُس کی روشنی زمین سے اِنتہاءِ نظر تک معلُوم ہوتی تھی، اور کاتنے والی عَورتیں اُس کی روشنی میں بارہ میل کی مسافت سے کام کرتی تھیں۔ اور یہ حالت بختِ نَصر کے عَہد تک رہی، پھر اُس نے اُسے خراب کر دیا۔[11]

۲۔ اِسی میں ہے کہ مُجملہ اَسبابِ تزئینِ مسجد، قَنادِیل(چراغ) روشن کرنا ہے۔ چُنانچہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: یعنی اَسبابِ زینت سے ہے قَنادِیل کا مساجد میں لٹکانا، اور مساجد میں چراغ روشن کرنا اور موم بتی جلانا۔

اِن رِوایاتِ مُعتَبَرہ (قابلِ اعتماد روایات) سے واضح ہو گیا کہ مساجد میں بہ نیتِ ثواب روشنی کرنا اور قَنادِیل کے ساتھ مسجد کو زینت دینا، پسندیدہ اور محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اِسی بنا پر عُلَمائے کرام نے اِستِحباب (پسندیدہ ہونا) و اِستِحسان (اچھا سمجھنا) کا قول کیا۔ ناظرین غور کریں کہ جِس فِعل کو حضور ﷺ پسند فرمائیں اور خُلفائے راشدین بنفسِ نفیس (خود اپنی ذات سے) اُس کا اِرتکاب کریں، وہ کیونکر مَمنوع وبدعت ہو گیا؟

سوال: علامہ اسمٰعیل حقی "روح البیان" میں بعد نقل کرنے اُن روایات کے جن کو ہم " سیرۃ حلبی " سے نقل کر آئے ہیں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: یعنی بعض عُلَماء نے فرمایا کہ زیادہ روشنی کرنا، جِس طرح کہ نِصفِ شَعبان (یعنی پندرھویں راتِ شعبان) کو کرتے ہیں اور اِس شب کو "لَيْلَةُ الْوُقُودِ" (چراغاں کی رات) کہتے ہیں، اُس کا حکم بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا تزئینِ مسجد کا اور نَقش ونِگار کا۔ "وَقَدْ كَرَّهَهُ بَعْضُهُمْ، وَاللهُ أَعْلَمُ-"[12] یعنی بعض عُلَماء نے پندرہویں راتِ شعبان کو روشنی مکروہ مانی ہے۔ ایسا ہی " سِيرة الحَلبی " میں ہے۔[13]

اِس عِبارت سے ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ مُختَلَف فِیہ (اختلافی مسئلہ) ہے: بعض کے نزدیک مُستحَب اور بعض کے نزدیک مکروہ۔

جواب: اِن دونوں قولوں میں بآسانی تطبیق ہو سکتی ہے، وہ اِس طرح کہ جو عُلَماء اِستِحبابِ روشنی کے قائل ہیں اُن کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیتِ ثواب قَنادِیل وغیرہ روشن کرنا مُستحَب ہے، کہ صَحابہؓ کرام نے مساجد میں ہی روشنی کی۔ اور جو عُلَماء کراہیت کے قائل ہیں اُن کی غرض یہ ہے کہ عِلاوہ مساجد کے بلاغرضِ صحیح (یعنی بغیر کسی شرعی فائدے کے) مثلاً بازاروں وغیرہ مقامات پر روشنی نہ کرنا چاہیئے، اِس میں کوئی فائدہ نہیں، محض مال کا ضائع کرنا ہے۔ جِس طرح ہمارے زمانہ کے لیڈرانِ قوم کے جُلوس میں بازار سجائے جاتے ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے، اور وہ بھی نہ صرف مسلمانوں کے جُلوس میں بلکہ غیر مُلکی بے دین کُفّار کے جُلوس میں روشنی میں مُبالغہ کرتے ہیں، بازار سَجاتے ہیں۔ یہ بے شک اِسراف (فضول خرچی) ہے جو بحُکمِ قُرآنِ عظیم حرام ہے۔

اِنتِباہ: افسوس ہے اُن نام نہاد عُلَماء پر جو کُفّار اور بے دین لوگوں کے جلوس میں شِرکت کریں اور بازاروں میں روشنی کرائیں اور کرتے دیکھیں، اور حرام و بدعت ہونے کا حکم نہ سُنائیں کہ کہیں لیڈران ناراض نہ ہو جائیں۔ اور حُضورِ اَنور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد یا لَیلَۃُ المعراج کی خوشی میں اگر کوئی مُسلمان اپنے اِیمانی جَذبات سے مساجد میں روشنی کرے تو وہ گُمراہ بدعتی قرار پائے اور فتوٰی بھی جھوٹ لگا دیا کہ روشنی کرنا حرام وبدعت ہے۔

---

11) (روح البیان، سورت التوبۃ تحت ایت 18. 399/3. دار الفکر. تاریخ النشر بالشاملۃ: 8 ذو الحجۃ 1431)

12) (روح البیان، سورت التوبۃ تحت ایت 18. 400/3. دار الفکر. تاریخ النشر بالشاملۃ: 8 ذو الحجۃ 1431)

13) (السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الثانی. باب الهجرۃ إلى المدینۃ. 112/2. دار الکتب العلمیۃ. الطبعۃ: الثانیۃ 1427ھ)

خاتمه

بدعت یا سنت ۱: شاہ وَلِیُّ اللہ دِہلوی کے پر دادا اُستاد، عَلاّمہ عبد الغنی نابلسی قُدِّسَ سِرُّہٗ اپنی کتاب "کَشْفُ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ" میں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: "یعنی جو بِدعَتِ حَسَنَہ مُوافِق ہو مقاصِدِ شَرع (شریعت کے مقاصد) کے، وہ سُنّت ہے۔ اِس بدعت کو سنت کہا جائے گا۔ پس عُلَمائے کرام، اَولیاءِ ذی الاحترام اور صُلحاءِ عِظام کی قُبور پر قُبّہ (گنبد) بنانا اور قَبر پوشی (قبر پر غلاف ڈالنا) امر جائز ہے، جبکہ مقصود اس سے نظر عوام میں صاحب قبر کی تَوقیر و تعظیم (عزت و احترام) پیدا کرنا ہوتا ہے تا کہ وہ صاحبِ قبر کی تحقیر و توہین نہ کریں۔ اور اِسی طرح اَولیاء وصُلحاء کی قُبور کے پاس قَنادِیل (چراغ، لالٹین) روشن کرنا بابِ تعظیم وتکریم (احترام و ادب) سے ہے۔ پس اس میں بھی مقصد نیک ہے اور اولیاء کی محبت و تعظیم کی وجہ سے تیل وغیرہ کی نذر ماننا بھی جائز ہے۔ اس سے لوگوں کو روکنا نامناسب ہے۔"[14] (تفسیر روح البیان، ج۱، ص۸۷۹)

دار و مدار نِیَّت پر ھے ۲: اربابِ بصیرت پر واضح ہو گا کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے، جیسا کہ حدیثِ صحیح میں وارد ہے: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"[15] (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) پس جو روشنی بہ نیتِ ثواب وتزئین مسجد کی جائے گی، وہ ضرور محبوب وپسندیدہ نظر سے دیکھی جائے گی۔ اور جو روشنی محض لَہو ولَعب (کھیل تماشے) اور بے دینوں کی عظمت و تعظیم کے لئے ہو گی، ضرور بِدعَتِ قَبیحَہ (بری بدعت) اور حرام ہو گی۔ جیسے جلوسِ کفّار ومشرکین ومرتدین و فُسّاق ومُبتَدِعین پر روشنی کرنا، بازار سَجانا، دوکانیں آراستہ کرنا، دروازے بنانا، جھنڈیاں لگانا، یہ سب ناجائز وممنوع اور خالص اِسراف (ضرورت سے زیادہ خرچ) وتَبذیر (فضول خرچی اور بربادی) ہے۔

اسلاف صالحین کا طریقه چراغاں ۳: حضرت علّامہ حَلَبی اپنی "سِیرۃ حَلَبیۃ" میں ایک جلیلُ الشّان عالِم سے نقل فرماتے ہیں کہ اُس عالِم نے فرمایا: مجھ کو خلیفہ مامونُ الرَّشید نے حکم دیا کہ تم یہ حکم نامہ لکھ دو کہ ہماری سلطنت و مملکت میں مسجدوں میں بکثرت روشنی کی جائے، لیکن میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ کس طرح لکھ دوں۔ چنانچہ اُسی روز مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ روشنیٔ کثیر کے واسطے لکھ دے، اس لئے کہ اس میں تَہَجُّد گُزاروں کا دل لگتا ہے اور مساجد خانۂ خدا ہیں۔ پس خانۂ خدا سے وَحشَت (تنہائی واجنبیت) وظُلمَت (اندھیرا و تاریکی) دُور ہو گی۔ یہ بشارت دیکھتے ہی میں بیدار ہوا اور روشنی کا حکم لکھ دیا۔ "سِیرت" کی اصل عبارت یہ ہے:

"عَنْ بَعْضِهِمْ قَالَ: أَمَرَنِي الْمَأْمُونُ أَنْ أَكْتُبَ بِالِاسْتِكْثَارِ مِنَ الْمَصَابِيحِ فِي الْمَسَاجِدِ، فَلَمْ أَدْرِ مَاذَا أَكْتُبُ، لِأَنَّهُ شَيْءٌ لَمْ أَسْبِقْ إِلَيْهِ، فَأُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَكْتُبُ، فَإِنَّ فِيهَا أُنْسًا لِلْمُتَهَجِّدِينَ، وَنَفْيًا لِبُيُوتِ اللهِ عَنْ وَحْشَةِ الظُّلَمِ، فَانْتَبَهْتُ وَكَتَبْتُ بِذَلِكَ. الْخ"[16]

---

14) (روح البيان، سورت التوبة تحت ايت 18. 400/3. دار الفكر. تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

15) (صحيح البخاري. بَدْءُ الْوَحْيِ. باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم.. 3/1. الحديث 1. دار ابن كثير. الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

16) (السيرة الحلبية. الجزء الثاني. باب الهجرة إلى المدينة. ج2 ص112 الي 113، دار الكتب العلمية. الطبعة: الثانية 1427هـ)

ترجمہ: اور بعض نے (اہل علم میں سے) کہا: مامون (خلیفہ مامون الرشید) نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ تحریر لکھوں کہ مسجدوں میں چراغوں (قنادیل) کی کثرت کی جائے۔ لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ کس طرح لکھوں، کیونکہ یہ ایک ایسا کام تھا جس کی مثال پہلے کبھی نہ ملی تھی۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہا جا رہا ہے: "لکھ دو! بے شک اس میں رات کو عبادت کرنے والوں (اہل تہجد) کے لئے انس (دلجمعی وراحت) ہے اور اللہ کے گھروں سے تاریکی کی وحشت دُور ہو گی۔" چنانچہ میں نے خواب دیکھنے کے بعد وہ تحریر لکھ دی۔ (نوری)

یہ دستورُالعمل توخُلفائے عبّاسیہ کا مذکور ہوا۔ اب بعض صُلحائے اُمّت و اَولیائے طریقت کا بھی حال سنیئے:

۲۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمہ اللہ مؤلف "تذکرۃ الاولیاء" حضرت سیّدی احمد خِضرویہ رحمہ اللہ کے حال میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بزرگ خراسان کے معزز مشائخ میں سے تھے، فتوحاتِ سلطانانِ ولایت کے مشہور اکابر میں شمار ہوتے تھے، اور اللہ کے مقبول بندوں میں سے تھے۔ آپ کی عبادت، ریاضت اور کمالات نہایت بلند تھے اور آپ کی کئی تصانیف بھی تھیں۔ آپ کے ایک ہزار ایسے مرید تھے جو ہوا میں پرندوں کی طرح اڑتے اور پانی پر بغیر کسی دشواری کے چلتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک درویش آپ کے پاس مہمان بن کر آیا۔ آپ نے اس کی خاطر ستر شمعیں روشن کیں۔ اس درویش نے کہا: "مجھے یہ عمل کچھ پسند نہیں آتا، کیونکہ تصوف میں تکلّف کا کوئی دخل نہیں۔" حضرت احمد خِضرویہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "جاؤ! اور وہ چراغ بجھادو جو میں نے اللہ کے واسطے نہیں جلایا۔" درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ڈال ڈالی، لیکن ایک بھی چراغ بجھ نہ سکا۔ دوسرے دن ستر (70) نصرانی آپ کے دستِ مبارک پر اسلام لے آئے۔"

اسی واقعے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت احمد خِضرویہ رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تو نے ہمارے واسطے ستر شمعیں روشن کیں، ہم نے تیرے واسطے ستر دل ایمان کے نور سے منور کر دیے۔"[17] (تذکرۃ الاولیاء، ص ۳۲)

۳۔ "احیاءُ العُلوم شریف" کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ موافقین کے دل منوّر ہوں اور مخالفین کی آنکھیں چکاچوند (تیز روشنی) سے جلیں۔ امام حُجّۃ الاِسلام مُحمّد بن مُحمّد الغزالی قدس سرُّہ العالی قبیل (یعنی ابتداء) کتابِ آدابُ النکاح فرماتے ہیں:

" وَحَكَى أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى أَنَّهُ اتَّخَذَ ضِيَافَةً فَأَوْقَدَ فِيهَا أَلْفَ سِرَاجٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: قَدْ أَسْرَفْتَ، فَقَالَ لَهُ: ادْخُلْ فَكُلُّ مَا أَوْقَدْتَهُ لِغَيْرِ اللهِ فَأَطْفِئْهُ. فَدَخَلَ الرَّجُلُ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَىٰ إِطْفَاءِ وَاحِدٍ مِنْهَا، فَانْقَطَعَ. "[18]

یعنی امامِ اجلّ، عارفِ اَکمل، سَنَدُ الاَولیاء حضرت سَیّدُنا امام ابو علی روزباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ اَجلّہ (یعنی بڑے بڑے) اصحاب سیدُ الطائفہ جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں۔ ۳۲۲ھ میں آپ کا وِصال شریف ہے۔ امام عارف باللہ استاذ ابو القاسم قُشَیری قدس سرُّہ نے رسالہ مبارکہ میں اُن کی نسبت فرمایا: "أَظْرَفُ الْمَشَايِخِ وَأَعْلَمُهُمْ بِالطَّرِيقَةِ"[19] حکایت فرماتے ہیں کہ ایک بندہ صالح نے اَحباب کی دعوت کی، اس میں ہزار چراغ روشن کیے۔ کسی نے کہا کہ یہ اسراف (فضول خرچی) ہے۔ صاحبِ خانہ نے فرمایا: اندر آیئے! جو چراغ میں نے غیر خدا کے لئے روشن کیا ہو، اُسے گل کر دیجئے۔ معترض صاحب اندر آگئے۔ ہر چند کوشش کی مگر ایک چراغ بھی نہ بجھا سکے۔ آخر قائل ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کام نیک نیّتی سے کیا جائے، نام و نمود (شہرت طلبی) اور فخر مدِّ نظر نہ ہو تو پھر وہ کام ہرگز ممنوع نہیں، اور جو کام لوگوں کو دِکھلانے اور تفاخر (غرور و بڑائی جتانے) کے لئے ہو وہ بے شک ممنوع ہے۔

خلاصہ: روشنی کے تین درجے ہیں:

---

17) (تذکرۃ الاولیاء، احمد بن خِضرویہ، 373/1، مصحح احمد ارام، تاریخ: 05 یونیو 2014)

18) (إحياء علوم الدين، بَدْءُ الْوَحْيِ، باب الهجرة إلى المدينة، 20/2، دار المعرفة، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

19) (الرسالة القشيرية، بَاب فِي ذكر مشايخ هذه الطريقة وَمَا يدل من سيرهم وأقوالهم عَلَى تعظيم الشريعة، 119/1، دار المعارف، القاهرة، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

ترجمہ: "یہ مشائخ میں سب سے زیادہ خوش اخلاق (نرم مزاج و باوقار) اور طریقۂ طریقت (راہِ سلوک و تصوف) کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔" (نوری)

۱۔ بقدرِ حاجت ضروری: وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم شروعِ اَمر میں کھجور کی شاخیں جلا کر اپنی حاجت پوری کر لیا کرتے تھے۔ اس میں مسجد کا فرش اور جائے سجدہ اور نمازی لوگ ایک دوسرے کو نظر آجاتے تھے۔

۲۔ زینت کے لئے: یہ فعل (عمل) امیرُ المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تمام مساجد کثرتِ قنادیل (چراغوں) سے چمک اُٹھی۔ جیسا کہ "غنیه" کی عبارت سے ہم ثابت کر آئے ہیں اور جیسا کہ "تنبیه فقیه ابو اللَّیث رحمةُ الله علیه" میں ہے: "وَرَأَى الْقَنَادِيلَ تَظْهَرُ فِي الْمَسَاجِدِ"[20] اِسی طرح "حلبی" وغیرہ میں ہے۔ غرض یہ کہ کل روایتوں میں لفظ "تزهر" (جگمگانا، روشنی پھیلانا) صیغہ مضارع موجود ہے اور وہ مُشتق ہے "زهور" سے۔ اور معنی اُس کے "صراح" (لغت کی کتاب) میں لکھے ہیں: "ظُہور روشن شدن آتش و بالا گرفتن آں" (آگ کا روشن ہونا اور بلند ہونا)۔

بنابریں ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل امیرُ المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بلا شبہ حاجتِ ضروری سے زیادہ نہ تھا۔ لیکن یہ بھی ہے کہ قدرِ حاجت زینت سے زیادہ نہ تھا۔

۳۔ یہ زینتِ مکان تو متعدد قنادیل (چراغوں) سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مگر بلا غرضِ صحیح خواہ مخواہ فخر و نمود و نمائش کے لئے روشنی میں مبالغہ کیا تو بے شک یہ اسراف ہے۔ اور جس کسی نے منع کیا ہے، اسی قسمِ ثالث (تیسرے درجے) سے منع کیا ہے، نہ کہ قسمِ اوّل و دوم سے۔

فیصلہ: جو لوگ قسمِ اوّل و دوم سے بلالحاظِ نیّت حرام و بدعت کہہ دیتے ہیں، وہ بہت بڑی کج فہمی (غلط فہمی اور ٹیڑھی سوچ) کے مرتکب ہوتے ہیں، جن کو چاہیئے کہ حضرت تَمیم داری رضی اللہ عنہ اور حضرت امیرُ المؤمنین عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما وغیرُہم کے مَعْمُول بِہ (یعنی جن پر وہ بزرگانِ دین عمل کرتے رہے) کا ادب کریں۔ کہ پہلے پہل بغرضِ زینتِ مساجد یہ فعل انہوں نے کیا، جو قدرِ حاجتِ ضروریہ سے یقیناً روشنی زیادہ تھی۔

گھر کا راج: حُجاج جب مکّہ معظمہ جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کعبہ معظمہ، منٰی، مُزدلفہ، عرفات تک، نو میل اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ رات نہیں بلکہ دن ہے۔ اور اس کارنامہ کو لوگ سراہتے ہوئے تھکتے نہیں۔ وہاں اِسراف (فضول خرچی) و بدعت اور حرام یاد نہیں آتا۔ ہاں، وہ حج کی آڑ۔ تو یہاں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس روشنی کو حج سے نسبت ہے، اور یہاں حُبِّ رسولُ اللہ ﷺ سے۔ اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ حُبِّ رسول میں داخل ہوں یا خارج۔ ہمارا کام تھا بتانا۔

اہل انصاف سے مطالبہ انصاف: اِنصاف کروانے انصاف والو! کہ وہ کام جو بہ نیّتِ خیر نَجدی کرے تو وہ عین اسلام، اور وہی کام اگر بہ نیّتِ خیر و حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہم اہلِ سنّت کریں تو شرارت و فساد اور فتوٰی شِرک و بدعت۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو نَجدی سے پیار ہے، اسی لئے یہ لوگ اُس کے ہر بتائے ہوئے طریقہ کو عین اسلام اور اہلِ اسلام کے مسائلِ متَّفقَہ (یعنی جن پر تمام علما کا اتفاق ہو) کو بدعت و شرک قرار دیتے ہیں۔

---

20) (تنبيه الغافلين، مجلس: في فضائل شهر رمضان، بَابُ: فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ، 325/1، دار ابن كثير، الطبعة: الثالثة، 1421 هـ 2000م)

رنج نہ منائیں تو بتاؤں۔

نجدی کارنامے اور وھابیوں دیوبندیوں کے اعمالنامے

تیرہ سو سال سے قبہ جات بر قبور اولیاء اہل اسلام کے نزدیک جائز لیکن نجدی نے ڈھائیے۔ اب ان دیوبندیوں وہابیوں کو قبوں سے اسی لئے ضد ہے کہ نجدی کی سنت ہے۔

۲۔ ساتویں صدی سے تیرہویں صدی تک اذان کے بعد صلوۃ وسلام بالجہر پڑھا جاتا تھا۔ نجدی نے نہ صرف موقوف بلکہ ایک موذن (حافظ) کو قتل کرادیا۔ اب یہ لوگ نجدی کی سنت پر ہمارے دشمن ہیں۔

۳۔ نجدی نے ترکوں کی تیار کردہ مُواجہ شریف کے سامنے کی جالی مبارک پر "یا محمد" لفظ "یا" کو مٹایا تو یہ یہاں کی مساجد سے "یا محمد"، یا رسول اللہ" مٹانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہیں۔

۴۔ سبز قبہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نجدی روشنی، بجلی، قمقے، کو بدعات سمجھتا ہے لیکن مسجدِ نبوی اور حرم مکہ کی روشنی اتنی تیز روشن کہ سورج شرمائے۔ اسی لئے یہاں یہ لوگ چراغاں، میلاد و اَعراس کے دشمن۔ ورنہ خود اُن کے جلسوں اور مدرسوں اور نجی محفلوں میں اتنی تیز روشنی ہوتی ہے کہ ہمیں ان کا عشرِ عشیر (دسواں حصہ) بھی حاصل نہیں۔

۵۔ نجدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی جالی مبارک کے چومنے سے چڑتا ہے اور یہ بزرگوں، ولیوں اور کاملوں کے ہاتھ پاؤں چومنے پر لڑتا ہے۔ غرضیکہ اس فرقہ کی لڑائی ہمارے ساتھ وہی ہے۔ انہی مسائل میں ہے جس میں نجدی کی خوشی ہے ورنہ وہ خود ہزاروں بلکہ کروڑوں بدعات ایجاد کر چکے ہیں۔ کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور پھر لاکھوں کروڑوں برائیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن اِن تمام پر خوشی یا خاموشی لیکن جب رسول اللہ ﷺ اور بزرگوں اور ولیوں کی محبت وعقیدت میں کوئی عمل کرو تو فوراً چیخیں گے، چلائیں گے اور بدعت کو سر پر اٹھا کر خلقِ خدا کو پریشان کر دیں گے حالانکہ بات کچھ بھی نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ انہیں قلبی بیماری (بغضِ رسول واولیاء) اندر سے بے قرار کر دیتی ہے انہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ" (البقرۃ:10)

یعنی اُن کے دلوں میں مرض (بیماری، کجی) ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بیماری کو اور بڑھا دیا۔

یہ اسی آیت کی برکت سمجھئے کہ ان لوگوں کی رگ اور کسی برائی پر نہ پھڑکے گی (یعنی حرکت نہیں کرے گی)۔ لیکن جب حُبِّ رسول اور عقیدتِ اَولیاء میں جو بھی کام کروگے فوراً بولیں گے: بدعت، حرام، شرک وغیرہ وغیرہ۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ہمارے جملہ اُمور عین اسلامی ہیں، صرف اَطوار (انداز، طریقے) بدلے ہیں، اور طور اَطوار بدلنے سے اَحکام بدل نہیں جاتے۔ علامہ اقبال نے خوب فرمایا ہے کہ

"زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ انسان کی طبائع (مزاج وطبیعت)، ان کے اَفکار (خیالات) اور ان کے نُقطہ ہائے نگاہ (نظریات) بھی اس کے ساتھ ہی بدلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ تہواروں کے طریقے اور مراسم (رسوم) بھی ہمیشہ متغیّر ہوتے رہتے ہیں اور استفادہ (فائدہ اُٹھانے) کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے مقدّس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تاریخ کے تغیّرات (زمانے کی تبدیلیوں) سے ہونا لازم ہیں ان کو مدِّ نظر رکھیں۔

مجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ ایک میلاد النبی کا دن بھی ہے۔ میرے نزدیک کسی کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ میرے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائیں تا کہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔ (از الہام (ہفت روزہ بہاول پور) ایڈیشن عید میلاد النبی)

بجا فرمایا عَلامہ مرحوم نے، اور یہ اَمر نہ صرف عقیدت گاہوں تک محدود ہے بلکہ عبادت گاہوں کا بھی یہی حال ہے کہ اگر کسی مسجد کو اتنا نہ سنوارا جائے، اور نہ ہی اس میں قالین وغیرہ بچھائی جائیں، اور نہ ہی روشنی کا انتظام ہو، اور نہ ہی پانی کے نوایجاد اُمور (نئے سہولت بخش وسائل) کو اپنایا جائے، بلکہ خیرُ القرون والی کیفیت برقرار رکھی جائے کہ سیدھی سادھی مسجد بنائی جائے جس میں نہ روشنی، نہ بلب، اور نہ ہی دیگر لوازمات اور آسانیاں، تو پھر دیکھیے مسجد میں کتنے نمازی آتے ہیں۔ کچھ یہی کیفیت سیرۃُ الرَّسول ﷺ کی اشاعت (پھیلاؤ، ترویج) کی ہے کہ اس میں نوایجادیں محض ضرورت کی بنا پر ہیں، ورنہ مسجد و دیگر اَعمال کے متعلقات بدعت ہیں اور نہ ہی سیرتِ رسول ﷺ کی اشاعت کے لوازمات۔ ہاں، اُس بدبخت کا ذہن بدعت (برا و فاسد خیال) ہے جو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلقات کے لئے تو سیخ پا (غصے سے بے قابو) ہو جاتا ہے، لیکن دینی اُمور خود اپنے لئے حلال اور جائز بلکہ عین اسلام سمجھتا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب "العصمة عن البدعة" میں ہے۔ بقدرِ ضرورت کچھ عرض کر دیا ہے۔

فَقَطْ، وَالسَّلَامُ

وَآخِرُ دَعوانا أَنِ الحَمدُ للهِ رَبِّ العالَمِينَ- وَصَلّى اللهُ تعالى على حَبيبِهِ الكَريمِ الأَمينِ وبارَكَ وسَلَّم، وَعلى آلِهِ وأَصحابِهِ أَجمَعينَ-

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان

۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ، ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء،

بروز جمعرات، بعد نماز اشراق